اشرف التفاسیر

تفسیر نعیمی

مصنف

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ اسلامیہ

۴۰۔ اردو بازار ★ لاہور

نام کتاب —— تفسیر نعیمی (پارہ اول)
مصنف —— حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ
تعداد صفحات —— 720
کمپوزنگ —— لیزر کمپوزنگ ان، سٹار سائنس مارکیٹ،
تکیہ اہلی والا، آبکاری روڈ، نیو انار کلی، لاہور
پرنٹر ——
ناشر —— مکتبہ اسلامیہ
غزنی سٹریٹ دوکان سیاں مارکیٹ 38۔ اردو بازار لاہور
Ph:7354851

کوشش کرتا ہے۔ مگر پھر اچانک وہ تجلیات کچھ دنوں کے لئے بند ہو جاتی ہیں تو یہ گھبرا جاتا ہے اور اس کی ہمت ٹوٹنے لگتی ہے اگر مستقل مزاج ہے تو ان حالتوں کی پرواہ نہ کرتا ہوا کوشش کئے جاتا ہے ورنہ تھک کر بیٹھ رہتا ہے اور تھک کر بیٹھنا ہی بڑی محرومی ہے۔ طالب مولیٰ کو لازم ہے کہ ان حالات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنا کام کئے جائے اور یہ بھی خیال رکھے کہ یہ دشوار گزار راستہ ہے اور سخت کٹھن منزل اس بھنور میں ہزاروں کشتیاں ڈوب چکی ہیں اور ہزاروں مسافر اس جنگل میں شیطانی ڈاکوؤں کے ہاتھ لٹ چکے ہیں۔ دنیوی نسب و زینت شیطانی خیالات اور غرور و غیرہ اس سفر کی مصیبتیں ہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ صوفی اور ولی ہمیشہ ایک حال پر نہیں رہتا۔ کبھی دنیا کی خبر رکھتا ہے اور کبھی اپنے سے بھی غافل ہو جاتا ہے۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں۔

گہے بر طارم اعلیٰ نشینم گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

ولی پر فیض کبھی زیادہ کبھی کم کچھ روز کے لئے بند بھی ہو جاتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی وحی یکساں نہ آتی تھی کبھی کبھی چند روز کے لئے بند بھی ہو جاتی تھی۔ لہٰذا اس راستے کی ان مصیبتوں کی پرواہ نہ کرے۔ **مسئلہ:** امکان کذب چونکہ اس آیت سے موجودہ زمانہ کے دیوبندیوں نے حق تعالیٰ میں جھوٹ جیسے عیب کا امکان مانا ہے۔ اس لئے کچھ اس کے متعلق بھی روشنی ڈالنی ضروری ہے۔ ہم اس کے متعلق ایک مقدمہ اور دو فصلیں پیش کرتے ہیں ناظرین سے توقع انصاف اور اپنے رب سے امید قبول رکھتے ہیں۔ **مقدمہ:** جھوٹ تمام عیبوں سے بدتر عیب ہے چند وجہ سے ایک یہ کہ انسان بغیر جھوٹ کی مدد کے کوئی گناہ کر سکتا ہی نہیں اگر کوئی سچ بولنے کا عہد کرے تو انشاء اللہ تمام گناہوں سے خود بخود توبہ کرے گا کیونکہ چور، شرابی زانی یہ حرکتیں جب ہی کر سکتے ہیں جب کہ وہ پہلے سے جھوٹ بولنے کے لئے آمادہ ہو جائیں اور یہ خیال کر لیں کہ اگر ہم پکڑے گئے تو صاف انکار کر جائیں گے۔ اگر پہلے سے سچ بولنے کا ان لوگوں نے عہد کر لیا ہو تو وہ یہ حرکتیں کر سکتے ہی نہیں۔ **دوسرے:** یہ کہ کوئی بھی گناہ کفر نہیں مگر جھوٹ کفر اور شرک کی حد تک بھی پہنچ جاتا ہے۔ مشرک کہتا ہے کہ رب دو ہیں۔ یہ جھوٹ ہے اور کفر ہے۔ عیسائی کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام رب کے بیٹے ہیں۔ جھوٹا اور کافر ہے۔ ایک شرابی جواری ان جرموں کو حرام کہتے ہوئے کرتا ہے تو وہ گنہگار ہے مگر کافر نہیں کیونکہ جھوٹ نہیں بول رہا ہے۔ لیکن جب اس نے کہہ دیا کہ یہ چیزیں حلال ہیں اب جھوٹ بولا کافر ہو گیا۔ ماننا پڑے گا کہ بڑے سے بڑا گناہ بھی کفر نہیں اور جھوٹ اکثر کفر ہے۔ شریعت نے جن اعمال کو کفر قرار دیا جیسے کہ زنار باندھنا۔ چوٹی رکھنا وہ بھی اسی لئے کہ یہ تکذیب دین کی علامات ہیں وہاں بھی جھوٹ ہی کفر ہوا **تیسرے:** یہ کہ قرآن کریم میں کسی گناہ گار پر لعنت نہیں فرمائی گئی سوائے جھوٹے کے کہ فرمایا گیا لعنۃ اللہ علی الکذبین ○ خیال رہے کہ ظالم اور کافر پر جو لعنتیں آتی ہیں وہ جھوٹ کی ہی وجہ سے ہیں کیونکہ کفر و شرک میں جھوٹ ضرور ہو گا اور ظالمین سے بھی کفار ہی مراد ہیں۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ جھوٹے کے سوا کوئی لعنت کا مستحق نہیں **چوتھے** یہ کہ جھوٹا آدمی چھچھورا ہوتا ہے اور چھچھورا حکومت کے قابل نہیں۔ بہرحال جھوٹ تمام عیبوں سے بدتر عیب ہے یہ بات اپنے ذہن میں رکھو انشاء اللہ آئندہ کام آئے گی۔ **پہلی فصل:** خدائے تعالیٰ کے جھوٹ سے پاک ہونے کے دلائل۔ **پہلی دلیل:** چونکہ جھوٹ عیب ہے بلکہ تمام عیبوں سے بدتر عیب اور رب تعالیٰ تمام عیبوں سے پاک لہٰذا جھوٹ سے بھی پاک خیال رہے کہ جس طرح دوسرے عیبوں کا حق تعالیٰ کے لئے امکان نہیں یعنی چوری اور زنا وغیرہ اس کے لئے محال بالذات ہیں اسی طرح اس کا جھوٹ بولنا بھی محال بالذات **دوسری دلیل:** جب کسی کلی کی دو ہی فردیں ہوں تو ہر ایک کا حکم دوسری فرد کے لحاظ سے ہو گا خبر کی دو ہی قسمیں ہیں سچی یا

جھوٹی۔ لہٰذا اگر خدا کی خبروں میں جھوٹ کی گنجائش ہو تو ان کا سچا ہونا واجب نہ رہا جھوٹ کے امکان سے سچ کی ضرورت جاتی رہی۔ **تیسری دلیل:** خدا کی تمام صفتیں واجب ہیں اگر جھوٹ کا احتمال ہو تو سوال یہ پیدا ہو گا کہ وہ جھوٹ خدا کی صفت بنے گا یا نہیں اگر صفت ہے تو اس کو واجب ہونا چاہئے تھا۔ اور اگر صفت نہیں ہے تو اس کے امکان کے کیا معنی۔

چوتھی دلیل: کلام صادق خدا کی صفت ہے۔ جب خدا کا جھوٹ ممکن ہوا تو سچ بھی واجب نہیں رہا جس سے لازم یہ آیا کہ خدا کی صفت ممکن ہوئی۔ **پانچویں دلیل:** جھوٹ بولنے کی صرف تین وجہیں ہوتی ہیں۔ بے علمی' عاجزی اور خباثت اگر کسی شخص کو خبر ملی اس نے وہی لوگوں سے بیان کردی یہ تو شخص اپنی بے خبری کی وجہ سے جھوٹ بات کہہ گیا زید نے وعدہ کیا کہ میں ایک ماہ کے بعد قرض ادا کروں گا مگر اس مدت میں روپیہ اس کے ہاتھ نہ آیا اور اس وعدہ میں جھوٹا ہو گیا یہ جھوٹ اس کی مجبوری کی وجہ سے ہوا۔ اسی طرح کسی شخص کو جھوٹ بولنے کی عادت ہو گئی کہ بلاوجہ جھوٹ بولا کرتا ہے۔ یہ جھوٹ خباثت نفس کی وجہ سے ہوا لیکن خدائے تعالیٰ ان تینوں عیوب سے پاک لہٰذا جھوٹ سے پاک **چھٹی دلیل:** کوئی چیز خدا کی مثل نہیں ہو سکتی خدا کی شان سب سے ارفع و اعلیٰ ہے۔ انبیاء کرام کا جھوٹ بولنا ممکن بالذات اور محال بالغیر ہے۔ اگر رب تعالیٰ کا جھوٹ بھی ایسا ہی ہو تو معاذ اللہ اس وصف میں انبیاء اس کی مثل ہو گئے۔ **ساتویں دلیل:** جس کلام میں جھوٹ کا احتمال ہو۔ سننے والے کو اعتبار نہیں ہوتا۔ اگر خدا کی خبروں میں جھوٹ کا امکان ہو تو اس کی کوئی خبر یقینی نہ رہی۔ اور بغیر یقین ایمان حاصل نہیں ہوتا۔ لہٰذا کوئی دیوبندی امکان کذب کا مسئلہ مان کر مومن نہیں ہو سکتا کیونکہ اسے خدا کی ہر خبر میں جھوٹ کا امکان نظر آئے گا۔ اور وہ یقین جو ایمان کے لئے ضروری ہے اس کو حاصل نہ ہو گا۔ **آٹھویں دلیل:** جس طرح کہ دوسرے عیوب الوہیت کے خلاف ہیں۔ اسی طرح جھوٹ بھی اس کے خلاف ہے۔ دیکھو تفسیر کبیر و تفسیر روح البیان اور دیگر کتب علم کلام **نویں دلیل:** بعض چیزیں بندوں کے لئے کمال ہیں اور رب کے لئے عیب جیسے کھانا پینا اور عبادت کرنا۔ یہ بھی حق تعالیٰ کے لئے محال بالذات ہیں تو جھوٹ کہ بندوں کے لئے بھی اول نمبر کا عیب ہو وہ رب کے لئے ممکن کیوں کر ہو گا۔ **دسویں دلیل:** دیوبندیوں میں بھی منطق دان لوگ ہیں وہ اس مسئلہ کے قائل نہ ہوئے اور تمام علماء منطق نے اس مسئلہ کی تردید کی۔ چنانچہ مولانا عبید اللہ ٹونکی اور شاہ فضل الحق خیر آبادی نے اس کی تردید میں رسالے لکھے۔ دیوبندیوں کے مایہ ناز منطقی مولانا عبد الوحید صاحب سنبھلی کہا کرتے تھے کہ ہمارے بڑوں سے اس مسئلہ میں سخت غلطی ہو گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ نہایت بے ہودہ ہے۔

دوسری فصل اعتراض و جواب

اعتراض : اگر خدائے تعالیٰ جھوٹ پر قادر نہ ہو تو مجبور ہو گا۔ اور مجبوری اس کی الوہیت کے خلاف ہے۔ **جواب:** مجبوری اسے کہتے ہیں کہ جہاں مفعول میں اثر قبول کرنے کی قابلیت ہو۔ مگر فاعل میں اثر کی طاقت نہ ہو۔ اور اگر خود مفعول ہی اثر نہیں لے سکتا تو یہ قصور مفعول کا ہے نہ کہ فاعل کا۔ اگر کوئی روشنی میں قریب کی چیز نہ دیکھے تو اندھا ہے۔ لیکن اگر اندھیرے میں یا بہت دوری کی چیز نہ دیکھ سکے تو اندھا نہیں۔ کیونکہ یہاں اس کی آنکھ کا قصور نہیں۔ بلکہ اس چیز کا قصور ہے کہ جو اس کے دیکھنے کے قابل نہ رہی۔ اسی طرح خود عیوب اس قابل نہیں کہ خدا کی قدرت میں داخل ہوں۔ لہٰذا یہ قصور ان عیوب کا ہے نہ کہ قدرت کا۔ اگر اسی کا نام مجبوری ہو تا تو تمہارے نزدیک بھی خدائے تعالیٰ بہت سے عیوب پر قادر نہیں جیسے کہ موت وغیرہ دوسرا

اعتراض: جھوٹ بھی ایک شے ہے اور ہر شے خدا کی قدرت میں داخل۔ جواب: خدا کا جھوٹ شے نہیں کیونکہ وہ محال ہے اور بندوں کا جھوٹ بولنا بے شک شے ہے۔ خدائے تعالیٰ اس کے پیدا کرنے پر واقعی قادر ہے نہ کہ خود اس سے موصوف ہونے پر۔ کیونکہ سارے عیب بھی خدا کی مخلوق ہیں مگر خدا ان سب سے پاک ہے عیب کو پیدا کرنا اور جاننا عیب نہیں ہاں عیب کرنا عیب ہے تیسرا اعتراض: خدا کی خبریں بھی خبری ہیں اور خبر اسی کو کہتے ہیں۔ جس میں جھوٹ سچ کا احتمال ہو۔ اگر جھوٹ کا احتمال نہ ہو تو سچ کا بھی امکان نہ رہے گا لہٰذا اس کی خبروں کو خبر مانے کے لئے ان میں جھوٹ کا امکان مانو مگر چونکہ وہ خدا کی خبریں ہیں اس لئے جھوٹی ہوں گی نہیں۔ لہٰذا ان خبروں کا جھوٹا ہونا ممکن بالذات اور محال بالغیر ہے۔ جواب: مطلق خبر جنس ہے اور حق تعالیٰ کی خبر اس کی نوع۔ اس نوع میں حق تعالیٰ کی نسبت مثل فصل کے ہے۔ فصل کے ذریعہ سے نوع پر جو احکام جاری ہوتے ہیں وہ سب ذاتی ہوتے ہیں ہاں جنس کے لئے عارضی جیسے کہ ناطق کے احکام انسان کے لئے ذاتی ہیں اور حیوان کے لئے عارضی۔ لہٰذا جب نسبت الٰہی نے جھوٹ ہونے کو محال کیا تو محال ہونا رب کی خبر کے لئے بالذات اور مطلق خبر کے لئے بالعرض ہوا۔ ہماری اس تقریر سے بفضلہ دونوں اعتراض کافور ہو گئے۔ چوتھا اعتراض: حق تعالیٰ کے سچے ہونے کی تعریف جب ہی کی جاسکتی ہے جب کہ وہ جھوٹ پر قادر ہو۔ مگر نہ بولے۔ اگر اس کو جھوٹ پر قدرت ہی نہ ہو تو پھر سچے ہونے میں کیا کمال جیسے کہ دیوار کے جھوٹ نہ بولنے کی تعریف نہیں کی جاسکتی کیونکہ اس میں بولنے کی طاقت ہی کہاں ہے۔ (یہ اعتراض اسمٰعیل دہلوی کی ذہانت کا نتیجہ ہے) جواب: ماشاء اللہ کیا اچھا قاعدہ ایجاد کیا۔ خدا تعالیٰ کے فانہ ہونے کی تعریف چوری نہ کرنے کی تعریف سارے عیبوں سے پاک ہونے کی تعریف کی جاتی ہے۔ اس قاعدے سے لازم آتا ہے کہ یہ سارے عیب خدا کے لئے ممکن ہوں۔ کیونکہ بغیر امکان خدا کی تعریف کرنا ناممکن ہے۔ جناب حق تعالیٰ کی تعریف اس طرح کی جائے گی کہ اس بارگاہ تک کسی عیب کی رسائی ہی نہیں یاد رہے کہ دیوار کا جھوٹ محال بالغیر نہیں۔ بلکہ محال عادی ہے۔ انبیاء کرام اولیاء عظام سے پتھروں نے کلام کیا اور آئندہ بھی کریں گے۔ تو مولوی اسمٰعیل صاحب کے اس قاعدے سے لازم آتا ہے کہ حق تعالیٰ کا جھوٹ بالغیر تو کیا محال عادی بھی نہ ہو تاکہ اس کی تعریف کی جاسکے۔ پانچواں اعتراض: یہ سب مانتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کی وعیدوں کا خلاف ہو سکتا ہے۔ مثلاً اس نے خبر دی کہ مسلمان کو ظلماً قتل کرنے والے کی سزا جہنم ہے۔ لیکن سب مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ وہ اگر چاہے تو قاتل کو جہنم نہ بھیجے اور یہی جھوٹ ہے۔ جواب: معاذ اللہ اس کو جھوٹ سے کیا تعلق اولاً تو خدا کی ساری وعیدیں اس کے ارادے پر موقوف ہیں کہ وہ اگر چاہے تو سزا دے اور چاہے تو معاف فرماوے۔ قرآن کریم نے فرمایا **ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء** اس آیت نے شرک کے سوا ساری وعیدوں کو رب کے چاہنے پر موقوف کر دیا لہٰذا جس گنہگار کی بخشش ہوگی وہ اسی مضمون کا ظہور ہوگا دوسرے: یہ کہ قصور معاف کرنا کرم ہے نہ کہ جھوٹ لہٰذا جھوٹ عیب ہے تیسرے: یہ کہ یہ اعتراض تو تم پر بھی پڑتا ہے۔ کیونکہ رب کے جھوٹ کو تم محال بالغیر مانتے ہو۔ اور وعید کی مخالفت واقع ہے۔ اگر یہ کذب ہے تو تم خدا کے کذب کو واقع مانو نہ کہ محال بالغیر۔ چھٹا اعتراض: رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ **وما کان اللہ لیعذبہم و انت فیہم** یعنی اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ہوتے ہوئے کفار مکہ پر عذاب نہ بھیجیں گے اور پھر خود ہی فرمایا **قل ہو القادر علی ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم او من تحت ارجلکم** یعنی اے کفار کہ اللہ قادر ہے کہ تم پر اوپر یا نیچے سے

اعتراض: جھوٹ بھی ایک شے ہے اور ہر شے خدا کی قدرت میں داخل۔ جواب: خدا کا جھوٹ شے نہیں کیونکہ وہ محال ہے اور بندوں کا جھوٹ بولنا بے شک شے ہے۔ خدائے تعالیٰ اس کے پیدا کرنے پر واقعی قادر ہے نہ کہ خود اس سے موصوف ہونے پر۔ کیونکہ سارے عیب بھی خدا کی مخلوق ہیں مگر خدا ان سب سے پاک ہے عیب کو پیدا کرنا اور جاننا عیب نہیں ہاں عیب کرنا عیب ہے تیسرا اعتراض: خدا کی خبریں بھی خبری ہیں اور خبر اسی کو کہتے ہیں جس میں جھوٹ سچ کا احتمال ہو۔ اگر جھوٹ کا احتمال نہ ہو تو سچ کا بھی امکان نہ رہے گا لہٰذا اس کی خبروں کو خبر ماننے کے لئے ان میں جھوٹ کا امکان مانو مگر چونکہ وہ خدا کی خبریں ہیں اس لئے جھوٹی ہوں گی نہیں۔ لہٰذا ان خبروں کا جھوٹا ہونا ممکن بالذات اور محال بالغیر ہے۔ جواب: مطلق خبر جنس ہے اور حق تعالیٰ کی خبر اس کی نوع۔ اس نوع میں حق تعالیٰ کی نسبت مثل فصل کے ہے۔ فصل کے ذریعہ سے نوع پر جو احکام جاری ہوتے ہیں وہ سب ذاتی ہوتے ہیں ہاں جنس کے لئے عارضی جیسے کہ ناطق کے احکام انسان کے لئے ذاتی ہیں اور حیوان کے لئے عارضی۔ لہٰذا جب نسبت الٰہی نے جھوٹ ہونے کو محال کیا تو محال ہونا رب کی خبر کے لئے بالذات اور مطلق خبر کے لئے بالعرض ہوا۔ ہماری اس تقریر سے بفضلہ دونوں اعتراض کافور ہو گئے۔ چوتھا اعتراض: حق تعالیٰ کے سچے ہونے کی تعریف جب ہی کی جا سکتی ہے جب کہ وہ جھوٹ پر قادر ہو۔ مگر نہ بولے۔ اگر اس کو جھوٹ پر قدرت ہی نہ ہو تو پھر سچے ہونے میں کیا کمال جیسے کہ دیوار کے جھوٹ نہ بولنے کی تعریف نہیں کی جا سکتی کیونکہ اس میں بولنے کی طاقت ہی کہاں ہے۔ (یہ اعتراض اسمٰعیل دہلوی کی ذہانت کا نتیجہ ہے) جواب: ماشاء اللہ کیا اچھا قاعدہ ایجاد کیا۔ خدا تعالیٰ کے فانہ ہونے کی تعریف چوری نہ کرنے کی تعریف سارے عیبوں سے پاک ہونے کی تعریف کی جاتی ہے۔ اس قاعدے سے لازم آتا ہے کہ یہ سارے عیب خدا کے لئے ممکن ہوں۔ کیونکہ بغیر امکان خدا کی تعریف کرنا ناممکن ہے۔ جناب حق تعالیٰ کی تعریف اس طرح کی جائے گی کہ اس بارگاہ تک کسی عیب کی رسائی ہی نہیں یاد رہے کہ دیوار کا جھوٹ محال بالغیر نہیں۔ بلکہ محال عادی ہے۔ انبیاء کرام اولیاء عظام سے پتھروں نے کلام کیا اور آئندہ بھی کریں گے۔ تو مولوی اسمٰعیل صاحب کے اس قاعدے سے لازم آتا ہے کہ حق تعالیٰ کا جھوٹ بالغیر تو کیا محال عادی بھی نہ ہو تاکہ اس کی تعریف کی جا سکے۔ پانچواں اعتراض: یہ سب مانتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کی وعیدوں کا خلاف ہو سکتا ہے۔ مثلاً اس نے خبر دی کہ مسلمان کو قتل کرنے والے کی سزا جہنم ہے۔ لیکن سب مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ وہ اگر چاہے تو قاتل کو جہنم نہ بھیجے اور یہی جھوٹ ہے۔ جواب: معاذ اللہ اس کو جھوٹ سے کیا تعلق اولاً تو خدا کی ساری وعیدیں اس کے ارادے پر موقوف ہیں کہ وہ اگر چاہے تو سزا دے اور چاہے تو معاف فرما دے۔ قرآن کریم نے فرمایا **ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء** اس آیت نے شرک کے سوا ساری وعیدوں کو رب کے چاہنے پر موقوف کر دیا لہٰذا جس گنہگار کی بخشش ہو گی وہ اسی مضمون کا ظہور ہو گا دوسرے: یہ کہ قصور معاف کرنا کرم ہے نہ کہ جھوٹ لہٰذا جھوٹ عیب ہے تیسرے: یہ کہ یہ اعتراض تو تم پر بھی پڑتا ہے کیونکہ رب کے جھوٹ کو تم محال بالغیر مانتے ہو۔ اور وعید کی مخالفت واقع ہے۔ اگر یہ کذب ہے تو تم خدا کے کذب کو واقع مانو نہ کہ محال بالغیر۔ چھٹا اعتراض: رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ **وما کان اللہ لیعذبھم و انت فیھم** یعنی اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ہوتے ہوئے کفار مکہ پر عذاب نہ بھیجیں گے اور پھر خود ہی فرمایا **قل ھو القادر علی ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم او من تحت ارجلکم** یعنی اے کفار مکہ اللہ قادر ہے کہ تم پر اوپر یا نیچے سے

عذاب بھیجے۔ دیکھو ان کفار مکہ سے عذاب نہ بھیجنے کا وعدہ فرمایا گیا لیکن دوسری آیت میں عذاب بھیجنے پر قدرت ثابت فرمادی گئی جس سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ اپنا وعدہ توڑنے پر بھی قادر ہے اور یہی جھوٹ ہے۔ یہ اعتراض دیوبندی مذہب کا انتہائی ہے۔ جس کو مولوی خلیل احمد اور رشید احمد ہر جگہ بیان کرتے ہیں۔ **جواب:** عالم کی ہر چیز کا ہونا حق تعالیٰ کے ارادے پر موقوف ہے فرماتا ہے **فعال لما یرید** اور فرماتا ہے کہ **علی ما یشاء قدیر** کفار مکہ پر عذاب آنا چونکہ یہ بھی عالم کی ایک چیز ہے لہٰذا ممکن اور رب اس پر قادر اسی امکان و قدرت کا ذکر تمہاری پیش کردہ دوسری آیت میں ہوا لیکن جب عالم کی کسی چیز سے حق تعالیٰ کے ارادے کا تعلق ہو جائے تو اب اس کے خلاف ہونا محال بالذات اس کا ذکر پہلی آیت میں ہوا تو خلاصہ یہ ہوا کہ کفار مکہ پر عذاب کا آنا اور نہ آنا خود اپنے لحاظ سے دونوں ممکن ہیں۔ مگر اس لحاظ سے کہ عذاب نہ آنے کا حق تعالیٰ نے وعدہ فرمایا۔ اور اس کے ارادے کے خلاف ہونا محال بالذات لہٰذا اس حال میں عذاب کا آنا محال بالذات۔ مثال مجھو۔ زید کھڑے ہونے اور بیٹھنے دونوں پر قادر ہے مگر جب کھڑا ہو گیا تو کھڑے ہونے کی حالت میں بیٹھنا محال بالذات ہے۔ کیونکہ وہ اجتماع ضدین کی مثال ہے۔ اسی طرح حق تعالیٰ ہر چیز کے پیدا کرنے اور فنا کرنے پر قادر۔ لیکن جب کسی کو پیدا فرمادیا تو پیدا ہو چکنے کی حالت میں فنا ہونا محال بالذات اس طرح کہ ہستی اور نیستی دونوں جمع ہو جائیں۔ ہاں جب نیستی کی جائے گی تو ہستی فنا ہو جائے گی۔ ہر دو تینوں کا یہی حال ہے کہ ان میں سے ہر ایک ممکن لیکن ایک کے ہوتے ہوئے دوسرے کا ہونا محال بالذات اور موٹی مثال مجھو کنواری لڑکی جس مسلمان سے چاہے نکاح کرے یعنی بطریق بدلیت ہر مسلمان کے نکاح میں آسکتی ہے۔ مگر جب ایک سے نکاح کر لیا تو دوسرے سے نکاح کرنا اسی حال میں شرعاً محال بالذات ہو گیا اور مجھو کہ زید کے پیدا ہونے سے پیشتر ہر شخص بطریق بدلیت اس کا باپ بن سکتا تھا لیکن جب وہ بکر کے نطفے سے پیدا ہو چکا اور بکر اس کا باپ بن چکا تو اس حالت میں کسی اور کا باپ بننا محال بالذات ہے۔ حق تعالیٰ قادر نہیں کہ کسی اور کو بھی زید کا باپ بنادے کذب جب ہوتا ہے جب کہ تعلق ارادے کے باوجود حق تعالیٰ ان کے عذاب پر قادر ہوتا جب تعدد امکان اور چیز ہے اور امکان تعدد دوسری چیز اس عذاب بھیجنے میں امکان کا تعدد ہے نہ کہ تعدد کا امکان قرآن پاک سمجھنے کے لئے عقل و علم بھی ضروری ہے۔ اور دین بھی مگر دیوبندیوں کے ہاں ان تینوں کا دیوالہ ہے۔ یہ دیوبندیوں کا انتہائی اعتراض تھا جو بفضلہ تعالیٰ پاش پاش ہو گیا اور ہم تو اس سے یہ بھی سمجھے کہ وہ ابھی تک امکان کذب کے معنی سمجھے ہی نہیں۔ یہ کون کہتا ہے کہ عالم کی بعض چیزیں ممکن ہیں اور بعض ناممکن۔ نقیضین ضدین ہر ایک ممکن لیکن ان کا جمع ہونا محال بالذات اسی کا نام امکان کذب ہے۔ اس سوال کا آسان جواب یہ ہے کہ آیت **ما کان لیعذبهم** میں میں عام عذاب ظاہری مراد ہے مسخ اور پتھر برسانا وغیرہ اور دوسری آیت یعنی **قل هو القادر** میں عذاب باطنی مراد ہے۔ یعنی جنگوں میں شکست قحط سالی۔ سخت بیماریاں وغیرہ یا عذاب ظاہری خاص جیسے حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ قرب قیامت بعض قوموں کی صورتیں مسخ ہوں گی زمین دھنسنے لگے گی۔ حضور کی تشریف آوری سے عام عذاب ظاہری آنا منع ہو گیا دوسرا عذاب منع نہیں آیت وما کان اللہ لیعذبهم سے پہلے کفار مکہ کی یہ دعا مذکور ہے کہ **امطر علینا حجارة من السماء او ائتنا**۔ جس سے پتہ لگا کہ وہاں یہی عذاب مراد ہے خیال رہے کہ کذب صدق خبر کی صفت ہے نہ کہ مخبر عنہ کی لہٰذا یہ محال بالذات ہے کہ رب تعالیٰ خلاف واقع کی خبر دے یہی امتناع کذب کے معنی ہیں جن کے جنتی ہونے کی خبر دے دی گئی اگر وہ دوزخ میں جا سکتے ہیں تو یہ خبر بالذات ہوتی۔ ساتواں اعتراض: عام متکلمین فرماتے ہیں **مقدور**

العبد مقدور اللہ یعنی جس پر بندہ قادر ہے اور اس پر خدا بھی قادر ہے اور جھوٹ پر تو بندہ قادر تو چاہئے کہ خدا بھی قادر ہو

جواب: اس قول کا مطلب یہ ہے کہ جس کے کسب یعنی کرنے پر بندہ قادر ہے۔ اس کے خلق' پیدا کرنے پر خدا بھی قادر کیونکہ وہ ممکن ہی ہو گا نہ یہ کہ خدا بھی اس کے کرنے پر قادر ہو جائے اگر یہ مطلب ہو تو بندہ زنا چوری وغیرہ سب پر قادر ہے کیا رب کو ان پر قادر مانو گے **آٹھواں اعتراض:** خدا پاک قادر ہے کہ ہزاروں محمد بنا دے۔ اہل سنت جو کہتے ہیں کہ اب نئے نبی کا آنا محال بالذات ہے غلط ہے۔ اسی طرح یہ کہتے ہیں کہ حضور کا مثل ناممکن ہے غلط ہے۔ جس نے ایک محمد کو پیدا کیا لاکھوں محمد نہیں بنا سکتا (ماخوذ از تقویت الایمان) **جواب:** دیوبندی فوج میں جتنا کمال، گنگا کی موج میں جتنا کمال۔ یہ مسئلہ امکان نظیر ہے کہ جو امکان کذب کی شاخ ہے۔ اس میں دو گفتگو ہیں۔ ایک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نئے پیغمبر کا آ سکنا دوسرے آپ کا مثل ہو سکنا پہلے مسئلہ کی تحقیق تو بفضلہ تعالیٰ سوال نمبر ۸ کے جواب میں پوری پوری ہو چکی یعنی حق تعالیٰ اس پر قادر تھا کہ لاکھوں میں جس کو چاہتا خاتم النبیین بنا کر بھیج دے یعنی بطریق بدلیت لاکھوں خاتم النبیین بننا ممکن تھا مگر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب ہو گیا اور آپ خاتم النبیین بن گئے تو اب کسی کا نبی بننا محال بالذات ہے۔ جس کی نہایت نفیس مثالیں ہم پہلے دے چکے ہیں کہ ہر شخص ہندہ کا شوہر اور زید کا باپ بن سکتا ہے مگر جب ایک بن گیا تو دوسرے کا بننا محال جب زید کا دوسرا باپ نہیں بن سکتا تو دوسرا خاتم النبیین کیسے ہو سکتا ہے۔ بہر حال یہ مسئلہ اس کی تفصیل کے لئے رسالہ مبارکہ امتناع النظیر مصنفہ حضرت شاہ فضل حق صاحب کا مطالعہ کرو میں مختصراً عرض کرتا ہوں یہ سب کو معلوم ہے کہ دو نقیضوں اور دو ضدوں کا جمع ہونا محال بالذات ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل ماننے میں یہ دونوں باتیں لازم ہوں اس طرح کہ حضور علیہ السلام آخری نبی ہیں۔ آپ کا دین آخری دین ہے۔ آپ کی کتاب آخری کتاب ہے۔ اب اگر کوئی شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثل فرض کیا جائے تو اگر ان باتوں میں وہ آخری ہو تو حضور آخر نہ رہے اور اگر حضور علیہ السلام آخری ہوں تو وہ دوسرا آخر نہیں۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے شفاعت فرمانے والے سب سے پہلے رب سے کلام فرمانے والے سب سے پہلے صراط سے گزرنے والے سب سے پہلے جنت میں جانے والے سب سے پہلے آپ کی قبر انور کھلے گی۔ سب سے پہلے آپ ہی کا نور پیدا ہوا۔ میثاق کے دن سب سے پہلے آپ ہی نے بلیٰ (ہاں) فرمایا اتنی باتوں میں حضور سب سے پہلے ہیں۔ اگر کوئی آپ کی مثل ہو تو اس میں یہ اولیتیں جمع ہوں گی یا نہیں اگر ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ رہیں گی ورنہ دو نقیضیں جمع ہوں اور اگر نہ ہوں تو وہ آپ کا مثل کیسے۔ تیسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری اولاد آدم کے سردار ہیں سارے انسان قیامت میں آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے سارے انسانوں کے آپ خطیب ہوں گے۔ سارے روتوں کو آپ ہنسائیں گے۔ سارے ہاتھ آپ کے دامن کی طرف بڑھیں گے سارے لوگوں میں سے آپ کو مقام محمود ملے گا سارے لوگوں میں آپ کو وسیلہ (جنت کا اعلیٰ مقام) ملے گا سارے لوگوں کے آپ نبی ہیں رسول اللہ الیکم جمیعا اگر کوئی آپ کا مثل ہو تو بتاؤ اس میں یہ صفتیں ہوں گی یا نہیں۔ اگر ہوں گی تو اجتماع نقیضین ہے۔ اور اگر نہ ہوں تو وہ مثل کیسے حق یہ ہے کہ حق تعالیٰ خالقیت میں وحدہ لاشریک ہے۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان اوصاف میں وحدہ لاشریک جس طرح دو خدا الٰہ ہونا محال۔ ایسے ہی دو مصطفیٰ ہونا محال۔ ہمارا ایک شعر یاد کر لو۔